

ہو کہ یہ روایت کس نے وضع کی ہے تو تمام سلسلہ ہائے اسناد سے مرکزی راوی معلوم کیا جائے، یہ انہی کی کارستانی ہے۔ نیز سلسلہ ہائے اسناد کو متون کے ساتھ کیف و کثرت ملا دیا گیا۔ بعد کے دور میں سلسلہ ہائے اسناد کو زیادہ مرتب اور مدون کیا گیا ورنہ میں خالی جگہیں بھری گئیں۔

مستشرقین کے منہج تحقیق حدیث کو مغرب میں قبولیت عامہ حاصل ہوئی اور اسلامی دنیا میں بھی بہت سے لوگ اس سے متاثر ہوئے۔ اس کے ردِ عمل میں متعدد اسلامی سکالرز بالخصوص فواد سرگین، ڈاکٹر محمد حمید اللہ، ڈاکٹر مصطفیٰ اعظمی اور ڈاکٹر حبیب الرحمن اعظمی نے مذکورہ بالا مفروضات کا تحقیقی جواب دیا، لیکن لطف کی بات یہ ہے کہ مستشرقین کے یہ اعتراضات محدثین کے اصول حدیث پر وارد ہوتے ہیں۔ حنفیہ اور مالکیہ کے اصول حدیث پر ان سے کوئی آنچ نہیں آتی، کیوں کہ اگر یہ بات مان لی جائے کہ متداول کتب حدیث دوسری اور تیسری صدی کا کلچر تھا تو یہ وہی چیز ہے جسے امام مالک "من السنۃ" اور "الامر عندنا" کہہ کر تعبیر کرتے تھے اور یہی حنفیہ کا مستدل ہے اور یہ وہی کلچر ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عملاً رائج کر دیا تھا۔

اس ساری صورت حال کا مداوا صرف اور صرف اس طریقے سے ہو سکتا ہے کہ حنفیہ کے اصول حدیث کو الگ سے اس طرح مدلل اور شستہ انداز میں بیان کیا جائے کہ تاریخ کا سارا گرد و غبار ڈھل جائے۔ جناب پروفیسر عمار خان ناصر مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے دورِ حاضر کے احناف کے ذمے جو قرض تھا، اسے انتہائی علمی، مدلل، واضح اور شائستہ انداز سے ادا کر دیا۔ لگ بھگ ایک سو صفحات میں حنفی منہج اجتہاد میں احادیث و آثار کی اہمیت پر گفتگو کی گئی اور یہ ثابت کیا گیا کہ حنفی مستدلات میں آثار و روایات کو مرکزی حیثیت حاصل ہے اور مثالوں سے واضح کیا گیا کہ حنفیہ کے بارے میں یہ خیال غلط ہے کہ وہ قیاس کی بنا پر حدیث کو ترک کر دیتے ہیں جب کہ امر واقعہ یہ ہے کہ حنفیہ نے نہ صرف احادیث بلکہ آثار صحابہ کو بھی مستدل قرار دیا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے بتایا کہ حنفیہ کی تحقیق اور رد و قبول حدیث کے معیار وہی ہیں جو فقہاء صحابہ کرام سے منقول ہیں اور اگر درایت کی بنا پر صحابہ کرام کا دوسرے صحابہ کرام کی بیان کردہ روایات کا ترک یا ان پر نقد قابلِ اعتراض نہیں تو وہی معیار حنفیہ نے اختیار کیا ہے، ان پر تنقید کا کیا جواز ہے؟ کتاب کا یہ حصہ بہت اہم ہے جس میں صحابہ کے ایک دوسرے کی روایات قبول نہ کرنے کے واقعات و اسباب بیان کیے گئے ہیں۔ اس بحث سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ ایک دوسرے پر دانستہ دروغ گوئی کا الزام نہ لگانے کے باوجود وہم راوی اور فہم راوی کو زیر بحث لا کر بعض روایات کو رد کر دیتے تھے۔

میرے خیال میں اس موضوع کے زیر عنوان اس امر پر بھی غور کرنا چاہیے جسے بھاص نے الفصول فی الاصول میں ذکر کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ایک ہی مجلس میں احادیث نبویہ اور وہب بن منبہ سے سنی ہوئی باتیں بیان کیا کرتے تھے اور ان کے شاگرد بعد میں انہیں روایت کرتے ہوئے انتساب نادانستہ گڑھ کر دیتے تھے۔ مزید برآں اس حوالے سے بھی ایک جامع تحقیقی مطالعے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ فتنہ وضع حدیث کے عہد میں کہیں وضاعین نے مکشورین صحابہ کے اسماء کو اتصال سند کے لیے استعمال تو نہیں کیا یا طویل عمر پانے والے صحابہ کرام مثلاً حضرت انس رضی اللہ عنہ کی طرف ایسی احادیث تو منسوب نہیں کر دی گئیں جن کی ان کی وفات کے بعد کسی دوسرے ذریعے سے

تصدیق کا امکان نہیں تھا؟ مذکورہ بالا امور اس کے متقاضی ہیں کہ الصحابہ کلمہ عدول کے اصول کے تناظر میں اس نقد کی حد بندی کر دی جائے تاکہ ہمارے دور میں پیدا ہونے والی شدت پسندی کا علمی اساس پر تدارک ہو سکے۔
کتاب کا تیسرا حصہ جو لگ بھگ سو صفحات پر مشتمل ہے، حدیث کی تعبیر و تشریح کے اصول پر مبنی ہے اور خفی اصول حدیث کے حوالے سے سب سے اہم ہے۔

کتاب بلاشبہ اس امر کا استحقاق رکھتی ہے کہ اسے دینی مدارس اور رسمی جامعات کے علوم اسلامیہ کے شعبوں میں درس پڑھایا جائے۔ میرے خیال میں یہ کتاب امام جصاص کی "الفصول فی الاصول" سے اس اعتبار سے ہم آہنگ ہے کہ انہوں نے قرآنی احکام سے استدلال و استنباط کے لیے پہلے بطور مقدمہ ایک ضخیم کتاب تالیف کی اور انہیں اصول کی بنیاد پر احکام القرآن کی تدوین کی۔ اسی طرح یہ کتاب اس امر کا تقاضا کرتی ہے کہ ان اصول کی بنیاد پر کتب سنن یا تشریعی احادیث پر خفی اصول حدیث کے تناظر میں مفصل تحقیقی کام کیا جائے۔

میرے لیے یہ امر باعث مسرت ہے کہ اتنی گراں قدر علمی فکری اور تحقیقی کاوش پر برادر عزیز: پروفیسر عمار خان ناصر کو ہدیہ تبریک پیش کروں۔

اہل علم و قلم کے لیے عظیم خوشخبری

اشادہ ماہنامہ برہان دہلی

مرتب: محمد شاد حنیف

mshanif2010@gmail.com، 0333-4128743

اوراقی پارینہ پبلشرز، لاہور 0321-4148570

کتاب سرائے، اردو بازار، لاہور + فضلی سنز، اردو بازار، کراچی

مولانا عتیق الرحمن عثمانی اور مولانا سعید احمد اکبر آبادی کے عظیم علمی، دینی، تحقیقی رسالے کے ۶۳ سالوں کے سیکڑوں شماروں میں برصغیر پاک و ہند کے علماء کرام، دانشوروں اور دیگر اہل علم و قلم کی قرآنیات، علوم حدیث، فقہ و اجتہاد، عبادات، معاشرت، سیاست، سیر و سوانح، شعر و ادب، تاریخ اسلام، تاریخ برصغیر پاک و ہند..... وغیرہ کے علاوہ سیکڑوں موضوعات پر مشتمل ہزاروں مقالات و کتب سے آگاہی کے لیے موضوع وار اور مصنف و اراشاریہ.....

محدود تعداد فوری رابطہ کریں۔ قیمت: ۸۰۰ روپے

ماہنامہ الشریعہ ۵۳ _____ مئی ۲۰۱۶

ایک سفر اور مولانا طارق جمیل سے ملاقات

۲۹ مارچ ۲۰۱۶ء کو العصر تعلیمی مرکز پیر محل میں اختتام بخاری شریف کی تقریب میں شرکت کی غرض سے استاذ محترم مولانا زاہد الراشدی صاحب کے ہمراہ براستہ فیصل آباد پیر محل کے لیے رخت سفر باندھا۔ پہلا پڑاوی فیصل آباد تھا جہاں جامعہ مدینۃ العلم کے سرپرست اور استاذ گرامی کے قدیم رفیق مولانا قاری محمد الیاس سے ملاقات طے تھی۔ مولانا موصوف جمعیت علمائے اسلام کے پرانے راہ نمائے تھے، لیکن ۹۰ کی دہائی میں عملی سیاست سے کنارہ کش ہو کر امریکہ منتقل ہو گئے۔ وہاں ڈیڑھ اٹھ میں ایک تعلیمی ادارہ کی بنیاد رکھی جہاں حفظ و ناظرہ اور درس نظامی کی تعلیم دی جاتی ہے۔ نماز ظہر کے بعد استاذ محترم نے معروف ٹی وی چینل برنسپلس کے لیے انٹرویو ریکارڈ کروایا جس میں روزنامہ اسلام کے سینیئر رپورٹر جناب ذکر اللہ حسنی بھی موجود تھے۔ دونوں نمائندوں کے مختلف سوالات کا جواب دیتے ہوئے استاذ محترم نے کہا کہ لاہور کے گلشن اقبال پارک میں ہونے والا قومی سانحہ انتہائی تکلیف دہ ہے۔ اس قسم کے سانحات پوری قوم کو کرب کی کیفیت میں لاکھڑا کرتے ہیں۔ استاذ محترم نے کہا کہ اس کے ساتھ ساتھ ہمیں یہ بھی دیکھنا ہوگا کہ اس قسم کے واقعات کا تسلسل کے ساتھ وقوع پذیر ہونا کیا ہماری اداروں کی کارکردگی پر سوالیہ نشان نہیں؟ ریاستی اداروں کو ایسے واقعات کی روک تھام کے لیے موثر حکمت عملی اپنانا ہوگی اور ہر معاملے پر بیہ وونی عوامل کو نظر انداز کر کے دینی مدارس کی طرف الزامات دہراتے رہنے کی روش کو ترک کرنا ہوگا۔

حقوق نسواں بل کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے فرمایا کہ گذشتہ کئی عشروں سے مسلسل مسلمانوں اور مشرق کے خاندانی نظام کو توڑنے کی کوششیں کی جارہی ہیں۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آرہی کہ مغرب آخر کیوں اپنے مسائل اور ماحول کی بنیاد پر بنائے جانے والے قوانین کو ہم پر مسلط کرنا چاہتا ہے۔ مغرب اور ہمارے لبرلزم کو یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ مغرب کا اور ہمارا پس منظر بالکل مختلف ہے اور یہ بات بھی ذہن میں رہنی چاہیے کہ پاکستان کے کسی مسلمان کو اس بات پر آمادہ نہیں کیا جاسکتا کہ وہ اپنے خاندانی معاملات میں قرآن وحدیث کو مد نظر نہ رکھے۔ یہ زمینی حقیقت ہے۔ جب تک آپ اس کو مد نظر رکھ کر قانون نہیں بنائیں گے، ہر قانون کا یہی حشر ہوگا اور اسی طرح کی بے چینی پھیلے گی۔

انٹرویو کے بعد پیر محل کے لیے روانہ ہوئے جہاں حضرت مولانا منیر احمد منور اور حضرت مولانا ارشاد احمد سے ملاقات ہوئی۔ میں نے مولانا منیر احمد کی خدمت میں استاذ گرامی مولانا عمار خان ناصر صاحب کی کتاب فقہائے